

۹۹۵
۹۹۵
۹۹۵



ضوابط

مستقل قواعد

چند سالانہ عوام سے تین روپے
"ششماہی" ایک روپیہ بارہ
چند سالانہ سرپرستوں
سے عتہ
چند سالانہ امرار سے
پانچ روپے
ممالک غیر سے شرف شنگ
کرنہ ۳۳ معتزین کے حملوں کا
کامل و صحیح جواب دینا۔ (۱۵)
راعی اور رعایا کے تعلقات کو
مضبوط اور مستحکم بنانا۔

جلد ۳۱ قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۲۲ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۴۱ھ نمبر ۱۳

بسم الله الرحمن الرحيم محمد وعلی علی رسولہ الکریم

سکھ اور ہندو

گو یہ مضمون ہمارے ہونے کے پرچہ میں شائع ہو چکا ہے مگر اس پرچہ کی چھپائی اتنی خراب تھی کہ مضمون کا پڑھنا قریباً مشکل تھا۔ اور یہ مضمون ہزار ہا اوراق کی دیدہ ریزی کا نتیجہ ہے۔ اس لیے اب اسے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے تاکہ دوست اس قیمتی مضمون سے خاطر خواہ استفیع ہو سکیں۔

"سکھ اور مسلمان" کے عنوان کے تحت تو نور کے ناظرین آئے روز مضامین پڑھتے ہی رہتے ہیں۔ آج میرا منہ ہے کہ میں ایک نئے عنوان سے ناظرین کا تعارف کرواؤں۔ اور وہ ہے "سکھ اور ہندو" اس عنوان کے تحت میں یہ ناظرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ ہندو دھرم کے اصولوں کا سکھ مذہب کہاں تک ساتھ دیتا ہے۔ ہندو دھرم کے مولے تو اصول یہ ہیں۔ (۱) وید (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یا تارا۔ (۴) جنینو (۵) مورتی پوجا (۶) اوتار (۷) گوپو جا (۸) تناسخ عقائد۔ تو اور بھی کئی ایک ہیں۔ مگر وہ ایک ضمنی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر میں تفصیل کے ساتھ ایک ایک عقیدہ پر بحث کروں۔ تو یقیناً ایک ایک عقیدہ ہی اتنی جگہ لے لے گا کہ اگر ایک کتاب نہیں۔ تو کم از کم ایک ضخیم ٹریکٹ ضرور مرتب ہو سکے۔ مگر اتنا نہ تو ناظرین کے پاس ہی وقت ہے۔ اور نہ اخباریں گنجائش ہی۔ پھر جو لطف مختصر اور جامع کلام میں ہے۔ وہ طوالت میں کہاں؟ سب پہلے میں ویدوں کے عقیدہ کو لیتا ہوں۔ یہ کہنے

کی ضرورت نہیں۔ کہ ہندو صاحبان چار ویدوں کو الہی کلام سمجھتے ہیں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو۔ اور ہندوؤں کے ہاں وید مقدس کی وہی عظمت ہے جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے ہاں کلام مجید اور انجیل کی۔ گرتھ صاحب سورٹھ محلہ پلا میں یہ لکھا ہے۔

شانت بید کے کھڑو بھائی کرم کرو سنساری پکھنڈ میل نہ چو کئی بھائی انتر میل وکاری اس شوک میں "میل نہ چو کئی" (میل دور نہیں ہوتی) کے الفاظ بالکل واضح ہیں۔ آگے ملار محلہ میں لکھا ہے۔ پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاں ہر نام چت نہ آوی نہ رخ گھر ہووے باس اس شوک میں پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے کے الفاظ بالکل واضح ہیں۔ ہر نام چت نہ آوی کے معنی خدا کے نام کو بھول جانا ہے۔ آگے دوسرا عقیدہ چھوت چھات کا لیجئے۔ چھوت چھات کے عقیدہ کے متعلق منوسرتی بھری پڑی ہے۔ منوسرتی کی رو سے برہمن باوجود ان پڑھ اور قصود وار ہونے کے بھی عزت اور احترام کے قابل ہے۔ اور شودر باوجود عالم فاضل اور نیکو کار ہونے کے بھی شودر ہی رہتا ہے۔ اور ترقی کرنے کا مطلقاً حقدار نہیں۔ اور تو اور موجودہ زمانے کے ہندو مذہب کے کہلانے والے بڑے رفیقا و مراد مصلح یعنی سوامی دیا مندی بھی شودر یا کی ترقی کے لئے کوئی راستہ پیدا نہیں کر سکے چنانچہ صاحب موصوف اپنی مشہور تصنیف ستیارتھ پرکاش

سولاس ۴ ص ۱۷ میں لکھتے ہیں کہ "شودر کو چاہیے کہ برہمن کھشتری اور ویشیوں کی خدمت کرے۔ اور اس سے ہی اپنی معاش پیدا کرے۔ شودر کا یہی کام اور وصف ہے۔" اور پھر یہ صاحب اسی ستیارتھ پرکاش سولاس ۱۰ ص ۱۱۱ ایڈیشن سوم میں لکھتے ہیں کہ آریوں کے گھر میں شودر کھانا پکانا وغیرہ خدمات کریں۔ لیکن جب وہ کھانا بنائیں۔ تو منہ باندھ کر بنائیں۔ تاکہ ان کے منہ سے "جوٹھا اور نکلا ہوا سانس بھی کھانے میں نہ پڑے۔" ستیارتھ پرکاش سے اور بھی اس قسم کے کئی حوالے دیئے جاسکتے ہیں۔ مگر بطور نمونہ۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہندوؤں کے اس مصلح اعظم نے بھی شودروں کو بہر حال شودر ہی رکھا ہے۔ مگر برخلاف اس کے شری گورو گرتھ صاحب کی یہ تعلیم ہے گوڑی محلہ میں لکھا ہے۔

گر بھہ واس میں کل نہیں جاتی
برہم بندتے سب ات پاتی
کہو رے پنڈت باہمن کہے ہوئے
باہمن کہہ تے جنم مت کھوئے
جو تو برہمن برہمنی جابایا
تو آن باٹ کا ہے نہیں آیا
تم کت برہمن تم کت سود
تم کت لہو تم کت دودھ
اے برہمن تیرا اپنی ذات پر فخر کرنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ
ہی نوع انسان کی پیدائش پریشہ نے ایک ہی طرز سے کی

جیسا کہ قرآن شریف کا ارشاد ہے۔ خلقکم من نفس واحدۃ (نسائے) یعنی خداوند تعالیٰ نے سب کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے پس اس صورت میں ذات پر اترنا بے فائدہ ہے۔ اے برہمن تو جو اپنے آپ پر اس قدر فخر کرتا ہے۔ تجھ میں کوئی ایسی بات ہے۔ جو تمہیں فوقیت دیتی ہے۔ حالانکہ تمام بنی نوع انسان کی ناریوں میں ایک ہی طرح کا خون دوڑتا ہے اگر برہمن میں کوئی فوقیت ہوتی۔ تو اس کی ناریوں میں بجائے خون کے دودھ ہونا چاہیے تھا۔ پھر سری راگ محلہ پہلاں درج ہے۔ ”پچھکر ذاتی پچھکر ناؤں“ یعنی ذات پات کا سوال بے فائدہ ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔ ”خضم و سمار تے کم ذات“ یعنی وہی لوگ نیچ ذات اور شہرہ ہیں۔ جو خدا کو بھول گئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سکھ مذہب میں ہندوؤں کی طرح نہ تو ذات کا کوئی امتیاز ہے۔ اور نہ چھوت چھات ہی۔ اور کلام پاک نے تو اس کا سرے سے فیصلہ ہی کر دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ یعنی تم میں وہی معزز اور بڑا ہے۔ جو زیادہ تر نیکو کار اور پرہیزگار ہو۔

اب لیجئے تیسرا عقیدہ وہ ہے تیرتھ یا ترائیا مندروں کا دیدار۔ ہندوؤں کے مال ۴۸ تیرتھ تسلیم کئے گئے ہیں۔ جو کا دیدار یا درشن ہر ایک ہندو پر قریباً مندری ہے۔ ان تیرتھوں میں کیا ہے؟ اور کیا ہوتا ہے؟ یہ میرے مضمون کا موضوع نہیں۔ مال دیکھنا یہ ہے کہ سکھ مذہب ہندو صاحبان کے اس ضروری فریضہ کے متعلق کیا ارشاد کرتا ہے۔ گرنٹھ صاحب دھنا سری محلہ پہلاں یہ درج ہے۔

تیرتھ نہانے نہ اترس میل کرم دھرم سب سچوں میں پھیل

یعنی تیرتھوں پر نہانے سے دل کی میل دور نہیں ہو سکتی۔ پھر آدھ گرنٹھ صاحب محلہ میں یہ درج ہے۔

انیک تیرتھ یہ جتن کرے تا انتر کی ہوئے کدی نہ جائے

یعنی بے شمار تیرتھوں کی یا ترائی کرنے سے بھی دل کی میل دور نہیں ہو سکتی۔ اب یہ چوتھے عقیدہ جنیو کو لیتا ہوں۔ برہمن کھشتری اہویش ان تینوں اقوام کے لئے جنیو کا پہننا نہایت ضروری ہے۔ پھر اس کے ان کے ورن (قومیت) کی تکمیل نہیں ہو سکتی جنیو سوتر کے دھاگے سے بنایا جاتا ہے آریہ سماج جسے زیادہ اصلاح یافتہ گروہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ وہ بھی جنیو کا

ایسا ہی حامی ہے۔ جیسا کہ قدیمی ہندو۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سکھ مذہب اس کے متعلق کیا کہتا ہے۔ شری آدھ گرنٹھ دار آسا محلہ پہلاں یہ ارشاد ہوتا ہے۔

دیا کپاہ سنتو کھ سوت جت گنڈیں ستاوت

ایہہ جنیو جیو کا ہے تا پانڈے گھت

نہ ایہہ ٹیٹے نہ مل لگے نہ ایہہ جلے نہ جائے

دھنس مانس نانکا جو گل چلے پائے

مطلب۔ اے برہمن۔ ہمیں تو ایسا جنیو چاہیے۔ جس میں مہربانی کی کپاس۔ صبر کا سوتر۔ تقویٰ کی گڑیاں اور پرہیزگاری کا بٹ ہو۔ اے پنڈت اگر ایسا جنیو تمہارے پاس ہے۔ تو بے شک پہناؤ۔ ورنہ مجھے یہ عرف عام والا جنیو دیکھا نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سکھ دھرم جنیو کا حامی نہیں۔ پانچواں عقیدہ مورتی پوجا یا بت پرستی کا ہے سناتن دھرمی یعنی قدیمی ہندو مورتی پوجا کے حامی ہیں۔ اور یہ تو نمایاں اور ظاہر ہے کہ سکھ مذہب مورتی پوجا کا مطلقاً روادار نہیں۔ پانچ شری گورو گرنٹھ صاحب بھیرول محلہ میں یہ درج ہے۔

جو پا تھکر کو کہتے دیو تانکی برتھا ہوو کے سیو

جو پا تھکر کو پانی پائیں تس کی گھال اجائیں جائیں

ٹھاکر ہما سدا ملتا سر وجیاں کو پر بھدان تیتا

نہ پا تھکر بولے نہ کچھ دے پھوٹک کرم نے چل ہی سیو

نرجمہ۔ جو پتھر کو پوجتے ہیں۔ ان کی تمام امیدیں رائیگاں جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ تو نہ ہی بولتا ہے۔ اور نہ ہی ان کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ قرآن شریف کا ارشاد ولا تکلّمہم ولا یھدہم سبیلا۔ یعنی نہ وہ بولتے ہیں۔ اور نہ رہنمائی کرتے ہیں (میں تو اس ٹھاکر کی پوجا کرتا ہوں۔ جو ہمیشہ بولتا اور سب کا خالق اور رازق ہے۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ سکھ مذہب ہندو صاحبان کے اس عقیدہ کا بھی حامی نہیں۔ اب عقیدہ اوتار کو لیجئے۔ ہندو صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ جب دنیا میں گناہ کی بہتات ہو جاتی ہے۔ تو خدا خود انسانی جامہ میں اگر دنیا کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اس عقیدہ کے متعلق سری گورو گرنٹھ صاحب آدھ رام کلی میں یہ درج ہے۔

اوتار نہ جانے انت پر مہیش پار برہم بے انت

یعنی کہلانے والا اوتار تو خدا کی کنہ اور اسرار کو نہیں پاسکتا۔

خدا تو دراز اور ازل اور لامحدود ہستی ہے۔ پھر سری گورو گرنٹھ صاحب بھیرول محلہ میں یہ درج ہے۔

”سو مکھ جلو جت کہہ ٹھا کر جونی“

سو مکھ جلو یعنی وہ منہ جل جانا چاہیے۔ جو یہ کہتا ہے کہ خدا جنم میں آیا ہے۔ کیونکہ وہ جنم مرں سے باہر ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس عقیدہ کا بھی سکھ دھرم حامی نہیں۔

اب ساتواں عقیدہ گورو پوجا کا ہے۔ ہندوؤں کے مال گائے کی عظمت کا عقیدہ اظہر من الشمس ہے۔ مگر برٹھلا اس کے شری گرنٹھ صاحب بسنت کبیر میں یہ لکھا ہے۔

”گو بر جو ٹھا جو نکا جو ٹھا جو ٹھی دینی کارا“

یعنی گائے کا گوبر اور اس سے باورچی خانہ میں جو پوجا دیا جائے وہ بھی نادمست ہے۔ پھر بسنت نامہ بھائی چوپا سنگھ میں یہ درج ہے کہ لنگر خانہ میں نہ گائے کا گوبر جلائے۔ اور نہ گائے کے گوبر سے پوجا دے۔ اسی سے صاف نمایاں ہے کہ سکھ مذہب میں گائے کے لئے وہ جگہ نہیں۔ جو ہندو دھرم میں ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ اس عقیدہ میں بھی سکھوں کا ہندوؤں سے اتفاق نہیں۔ (باقی آئندہ)

شذرات

دلیے تو تبلیغ کے لئے جب بھی اللہ تعالیٰ بہترین موقع سمیت دے۔ اچھا ہی موقع ہے۔ ہر شب شب قدر است کہ قدر بدائی۔ مال اگر کسی خوش قسمت کو شفق پر بھی میسر آ سکے۔ اور پھر اس کی قدر بھی کر سکے۔ تو اس سونے پر سہاگہ کے کیا کہنے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ سکھ صاحبان کیا روحانی نقطہ خیال اور کیا تمدنی حیثیت سے مسلمانوں کے بہت قریب ہیں۔ سستی رہی تو ہماری ہی طرف سے۔ اور یہ خوشی کی بات ہے کہ اب سکھ صاحبان نے اپنے اور پرانے کو کچھ سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ اور سکھ صاحبان کو قریب لانے کے لئے یہ بہترین موقع ہے۔ اب خداوند تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ اگر ہم اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ تو سکھ اور مسلمان جو دو بہادر اقوام ہیں۔ ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہو سکتی ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے بھلے دن بہت حد تک سکھ مسلم اتحاد کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہی تحریک جدید کا مشکور ہوں۔ کہ اس نے ۵۰ پرچے جس کوئی نے سو کر دیا ہے۔ سکھوں میں جاری کر دیا ہے۔ مگر چالیس یا پچاس لاکھ

کی آبادی کے ساتھ ۵۷ یا ۱۰۰ پرچے کی حقیقت ہی کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس موقع پر اس بہادر قوم میں کم از کم پانصد پرچہ مفت جاری ہو سکے۔ میں نے اس کے لئے تحریریں جمع کیں۔ کو بھی توجہ دلائی ہے۔ اور میں اس کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور میں نے تحریک جدید کو لکھ دیا ہے۔ کہ اگر وہ اس قابل قدر موقع پر جو قدرت نے اتفاق سے پیدا کیا ہے۔ سکھوں کے نام پانصد پرچہ جاری کر دے۔ تو میں صرف دو روپے فی پرچہ سالانہ چندہ قبول کر لوں گا۔ حالانکہ اس کاغذ اور طباعت وغیرہ کی شدید گرانی سے دور پرچے میں کچھ گھٹا ہوا ہے۔ نفع تو دور کی بات ہے۔ اور میرے لئے یہ کچھ کم نفع نہ ہوگا۔ کہ ایک ہی وقت میں میں اپنی آواز کو پانصد کانوں میں پہنچا سکوں گا۔ ایسے وقت میں دوسرے دوستوں کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ نور کی توسیع اشاعت میں خاص طور پر توجہ دیں۔ نہ صرف خود خریداریں۔ بلکہ اپنی گروہ قیمت ادا کر کے غیر مسلم احباب میں جاری کروائیں۔ نور کا دائرہ جتنا وسیع ہوگا۔ تبلیغ کا دروازہ اتنا ہی فراخ ہوگا۔ اگر دوست میری اس بات پر توجہ کریں۔ جو سراسر ہم کے فائدہ کی بات ہے۔ تو یقیناً ایسے ٹھوس مضامین دوں گا۔ جیسا کہ اس اخبار کا لیڈر ہے۔ دوست خود دیکھ سکتے ہیں۔ کہ یہ مضمون کس قدر محنت کا نتیجہ ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

وہ کیا کر رہے ہیں؟ دہلی کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ پنڈت مدن موہن مالویہ سٹیوٹنل کونسل برلن اور ڈاکٹر ششام پرشاد و مکر جی وزیر بنگال اور چند دوسرے سربراہان ہندو لیڈروں نے آل انڈیا ہندو آرہیہ دھرم سیواسنگھ سوسائٹی قائم کی ہے جس کا دفتر کلکتہ اور دہلی میں ہوگا۔ اس سوسائٹی کے لئے ایک کروڑ روپیہ کی اپیل کی گئی ہے۔ ہندو ایک ذی جس اور مالدار قوم ہے۔ اور میرا غالب خیال ہے۔ کہ تین ماہ کے اندر اندر یہ ایک کروڑ جمع ہو جائے گا۔ جانتے ہو۔ یہ سوسائٹی کیوں قائم کی گئی۔ جس کو اس کا مقصد سناتن دھرم۔ آریہ سماج۔ بدھ۔ جین اور سکھ مذہب میں تنظیم پیدا کرنا۔ اور ہندو نسل۔ دھرم اور تمدن کی حفاظت کرنا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ یہ سوسائٹی سنسکرت آمیز سنہی کے ذریعہ آریہ تمدن کو عام کرنے کے لئے بہترین فوٹ کا استعمال کرے گی۔ یہ اس قوم کا حال ہے۔ جس کے اصول ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ ایک ویدوں کا قائل ہے تو

دوسرا منکر۔ برخلاف اس کے ہم سب کا کلمہ ایک۔ کعبہ ایک۔ رسول ایک۔ کتاب ایک۔ شریعت ایک۔ مگر ہم اپنی بدقسمتی سے باوجود ان منیٹیر اتحادی وسائل کے جھاڑو کے تنکوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں۔ مگر دوسری طرف یہ یاران تیز کام نے محمل کو جالیاجم جو نالہ جس کا رواں رہے اگر ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ تو ابھی سے یہی آنکھیں کھول لینی چاہئیں۔ ورنہ قدرت کسی کا لحاظ نہیں کرتی۔ ناں وہ اسی کا لحاظ کرتی ہے۔ جو اس کا لحاظ کرتا ہے۔

کیا جاپان ہمارا لحاظ کرے گا؟ یہ صحیح ہے۔ کہ جاپان صدی میں کافی اقتدار حاصل کر لیا۔ اپنی مہاشیہ حکومت چین کو مسلسل پانچ برس سے ہرباد کرنے میں مصروف ہے۔ حالانکہ چین اپنی قومیت۔ مذہب اور معاشرت کے لحاظ سے بہت حد تک جاپان کے قریب ہے۔ یہ واقعات ان لوگوں کے لئے خاص طور پر قابل سبق ہیں۔ جو اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اگر خدا نخواستہ جاپان یہاں آگیا۔ تو وہ ہمارے ساتھ اس بنا پر بہتر سلوک کرے گا۔ کہ جاپان کی طرح ہم بھی ایشیائی قوم ہیں۔ یہی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ قومیں اس قسم کے جذبات سے بالکل عاری ہیں۔

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہم عصر شیر پنجاب اپنے ۵ جولائی کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ کہ اگر جناب پیغمبر عرب آج اس دنیا میں موجود ہوتے۔ اور یہ معاملہ انہی کی عدالت میں پیش ہوتا۔ تو یقیناً آنحضرت ہمارے حق میں فیصلہ صادر فرماتے۔۔۔۔۔ مسلمان علماء مذہبی و سیاسی رہنما ایسے معاملات میں اپنے بانی دین کی سی وسعت قلبی اور وسیع نظری سے کام لیکر عامۃ الناس کو سمجھائیں۔ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ایسی ہی بلکہ اس سے بھی بہت بلند ہے۔ تبھی تو حضور کی شان میں رحمتہ للعالمین آید حقیقی معنوں میں یہ عظیم الشان شخصیت اپنے اور پرانے کامیاب غم کھانے والی تھی۔

نہند قوم پنڈت جواہر لال نہرو کے اخبار نیشنل میرلڈ اور اس کے پریس کی چھ ہزار کی ضمانت ضبط کی گئی تھی۔ اور بارہ ہزار مزید مانگا گیا۔ اس سلسلہ میں پنڈت جواہر لال نہرو نے روپیہ کے لئے اپیل کی جس نے

بارہ ہزار کی بجائے بیالیس ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ یہ ہے زندہ قوم کی نشانی۔ کسی قوم کا وقار اس کے پریس سے ہے۔ اور اسے ہندو قوم نے بخوبی سمجھ لیا ہے۔ مگر مسلمانوں نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ اور شاید ہی کریں۔ یہ وہ نشہ نہیں۔ جسے ترشی آثار دے۔

سکھ اور ہندو ۸ جولائی کا پرتاب لکھتا ہے۔ کہ گیارہویں لاپسنگھ ایم۔ ایل۔ اے نے ہندوؤں کو دھمکی دی ہے۔ کہ سکھ بھائیو سنگھ معاہدہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن وہ کبھی یہ نہ بھول سکیں گے۔ کہ ہندوؤں نے ان سے کیا سلوک کیا۔ اس پر پرتاب لکھتا ہے۔ کہ ہندو اخبارات کی مخالفت کو تمام ہندوؤں سے منسوب کرنا درست نہیں۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ ایک طرف تو ہندو اخبارات یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہندو پریس ہندو قوم کی آواز ہے۔ اور یہ ہے بھی درست۔ اور پھر یہ کہنا۔ کہ ہندو اخبارات کی آواز کو ہندوؤں کی آواز سمجھنا ٹھیک نہیں۔ ان میں سے کونسی بات درست ہے۔ ایک بام سے دو ہواؤں کا اس سے بہتر محل اور کونسا ہو سکتا ہے۔

سکھ اور گائے ۸ جولائی کا پرتاب لکھتا ہے۔ کہ "سکھ عوام کو گائے کا ویسے ہی احترام ہے۔ جیسا کہ ہندو عوام کو۔ اس معاملہ میں یقیناً پرتاب ٹویب خوردہ ہے۔ یا دوسرے کو معاملے میں ڈالنا چاہتا ہے شری گرنیٹ صاحب میں صاف لکھا ہے "گو بر جو ٹھا چونکا جو ٹھا جو ٹھی دینی کارا" یعنی گائے کا گو بر ناپاک۔ اور گائے کے گو بر سے جو پوچا دیا جائے۔ وہ بھی ناپاک۔ پھر شری گرنیٹ صاحب نے لکھا ہے۔ "مل موت۔ موڑھ۔ مگدھ ہوئے سب لگے تیری پو مطلب۔ گائے کا گو بر اور پیشاب وغیرہ کا احترام کرنے والے جب گورو صاحب کے حضور آئے۔ تو ان کو ان چیزوں سے نجات مل گئی۔"

۱۹۱۲ء میں سکھ ایجوکیشنل کانفرنس ایسٹری تعطیلات میں سیالکوٹ میں ہوئی۔ اخبار ہندوستان نے اس کے متعلق اس وقت جو نوٹ لکھا تھا وہ درج ذیل ہے۔ ۱۔ سکھ ایجوکیشنل کانفرنس سیالکوٹ کے موقع پر جب مقامی کارکنوں کو معلوم ہوا۔ کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا جلوس جو کانفرنس کے پردھان مقرر رکھے گئے ہیں۔ جو گونشاہ کی طرف

نکلے گا۔ تو کارکنوں نے گنوشالہ کی عمارت کو خوب سجایا۔ اس کے نزدیک جھنڈیاں وغیرہ لگائیں۔ لیکن جب گنوشالہ کی صندوقچیاں لڑکے لیکر کانفرنس میں سکھ صاحبان سے گنوشالہ کے لئے دان (خیرات) مانگنے کے واسطے گئے۔ تو ان کو کانفرنس سے باہر نکلوا دیا گیا۔ اور سکھوں نے کہا کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔ اس لئے ہم پر گنورکھشا واجب نہیں ہے کیا اس پر کچھ مزید لکھنے کی ضرورت ہے۔ ان واقعات کی موجودگی میں ہندوؤں کا یہ کہنا کہ سکھوں کے نزدیک گائے ویسی ہی محترم ہے۔ جیسی کہ ہندوؤں کے نزدیک یقیناً واقعات سے آنکھیں بند کر کے دوسروں کو اور خود اپنے آپ کو دھوکا میں ڈالنا ہے۔

کندر بلدیو معاہدہ

۸ جولائی کا پرتاب اپنے اسی مضمون میں آگے چل کر لکھتا ہے کہ اس معاہدہ کے اسیئے خلاف نہیں کہ یہ ہندو مفاد پر ضرب لگاتا ہے۔ بلکہ اسیئے کہ یہ سکھ مفاد کے بھی خلاف ہے۔ اکالی پارٹی کی شان اس میں ہے کہ وہ سارے صوبہ پنجاب کی عموماً اور ہندو اور سکھوں کی خصوصاً رکھشک و محافظ ہوئے۔

اور مسلمانوں کی کیا ہو۔ اس کے متعلق پرتاب نے کچھ نہیں لکھا۔ اور لکھتے بھی کیوں۔ پرتاب کو تو مصیبت ہی اس بات کی ہے کہ سکھوں اور مسلمانوں میں اتحاد کیوں ہو رہا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ ہندو صاحبان بالعموم مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے سکھ صاحبان کو آگے کرتے رہے۔ مگر مسلمان کبھی بھی سکھ ہندو اتحاد کے مخالف نہیں ہوئے۔ اور اب بھی مخالف نہیں ہیں۔ ناں قصور ہے تو یہ کہ سکھ اور مسلمانوں کا اتحاد کیوں ہونے لگا۔ مسلمان تو ہندوؤں کے ساتھ بھی ہر وقت اتحاد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ ہندو کرنا چاہیں۔

بہادر روس

اس وقت روس کے ساتھ جرمنی اٹلی فرانس سپین۔ فن لینڈ۔ منگولی رومانیہ اور دیگر یورپین ممالک متفقہ طور پر ہیں۔ جرمنوں کے اس زبردست اجتماع کے باوجود روسی ان کا بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ اور اگر روس کے سر پر ایک اور مصیبت نہ ہوتی۔ تو کیا تعجب کہ روس اس وقت تک کبھی کا فارغ ہو چکا ہوتا۔ وہ ہے جاپان۔ سائبیریا کی

مشرقی سرحد پر جاپانی فوجیں کھڑی ہیں۔ اور مزید روٹنا پہنچ رہی ہیں۔ اور ان کے مقابلہ کے لئے روس کو ۲۵ لاکھ فوج یہاں رکھنی پڑی ہے۔ اور یہ فوج فارغ ہوئی۔ تو پھر روس کی طاقت کے کیا کہنے۔

بے وقت کی راگنی

گاندھی جی کہہ رہے ہیں کہ انگریز یہاں سے چلے جائیں۔ تو کیا ہندوستان میں یہ سکت ہے۔ کہ وہ جاپان یا جرمنی کا مقابلہ کر سکے۔ خواب میں بھی نہیں۔ جاپان اور جرمن تو الگ رہے۔ ہندو اور مسلمان ہی لڑ لڑ کر مر جائیں۔ ایسے نازک وقت میں یہ کہنا کہ انگریز یہاں سے چلے جائیں۔ یقیناً جان بوجھ کر ہندوستان کو مصیبت کی بھٹی میں جھونکنا ہے۔

دوستوں کے لئے

۲۹۔۳۰ جون کو گوجرانوالہ میں جلسہ تھا۔ گوجرانوالہ کی جماعت نے مجھے براہ راست لکھا۔ میں نے لکھا کہ آپ مرکز میں لکھئے۔ اگر مجھے ارشاد ہوا۔ تو انشاء اللہ دریغ نہ ہوگا۔ ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی جانب سے ۲۳ جون کو اس سلسلہ میں مجھے ایک خط ملا۔ میں نے ایک گھنٹے کے اندر اندر ہی اس کا جواب دیدیا اور لکھ دیا کہ مجھے جناب سے تعاون کرنے میں مطلقاً دریغ نہیں۔ مگر میں غیر معمولی مصروف ہوں۔ ہندی سیرت کے پڑو آرہے ہیں۔ گورکھی ترجمہ پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ اخبار ہے کچھ اور مصروف ہیں۔ مجھے پانچ روز پہلے ضرور اطلاع مل جانی چاہیے۔ تاکہ میں وقت نکال سکوں۔ پھر میں نے گوجرانوالہ کے لئے استثنائی صورت میں تین روز بھی مان لئے۔ مگر مجھے جانے کے لئے ارشاد ہوا تو ۲۹ جون ساڑھے

چھ بجے شام۔ پھر بھی میں نے مایوس نہیں کیا۔ کہا کہ میں ابھی امرتسر تاروے دیتا ہوں۔ کہ پروف نہ بھیجیں۔ کل کے کام کے لئے آدمیوں کو ہدایتیں دینی ہیں۔ آدمی پہنچیں گے تو بجے صبح۔ اسیے میں گیارہ بجے کی گاڑی ہی جاسکتا ہوا۔ آپ پروگرام دیکھیں۔ اگر رات کے نو دس بجے تک پروگرام ہو۔ تو میں جیسے بھی ہو۔ کل چلا جاؤں گا۔ مگر مجھے اس کا کوئی جواب نہ پہنچا۔ یہ میں نے اسیے لکھا ہے۔ کہ اول تو میں نے بعض وجوہات کی بنا پر جس میں بڑی وجہ تو ذیابیطس کا طارضہ ہے۔ باہر جانا چھوڑا ہوا ہے۔ اگر کہیں دوست چاہیں

تو جہاں تک ممکن ہو سکے گا۔ مجھے دریغ نہیں ہوگا۔ مگر کم از کم پانچ روز پہلے اطلاع کا ملنا ضروری ہے۔

۲۵ لاکھ جاپانی ہلاک و زخمی

چنگنگ برجولائی ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ چین کی پانچ سال کی جنگ کے دوران میں پچیس لاکھ جاپانی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ان میں سے ۱۰ فی صدی ہلاک اور ساٹھ فی صدی زخمی ہوئے۔ قیدیوں کی تعداد ۲۹۹۲۲۲ ہے۔ جاپانیوں کا جو سامان جنگ چینیوں کے نامہ آیا۔ ان میں ۱۹۸۱ توپیں۔ ۸۵۷۶ مشین گنیں ۱۲ لاکھ رائفلیں اور ۸۸ ٹینک اور مسلح لاریاں ہیں۔ علاوہ ازیں ۲۵۰۰ جاپانی ہوائی جہاز گرائے گئے۔ اس وقت چین میں تین پیادہ ڈویژن۔ ایک سوار فوج۔ ۱۱۵ امدادی رجمنٹیں۔ اور ایک ہزار ہوائی جہاز۔

آریہ سماج اور احمدی

۱۲ جولائی ۱۹۱۵ء میں احمدی۔ ہندوؤں میں آریہ سماجی مذہبی واقفیت کے اعتبار سے باقی جماعتوں پر فوقیت رکھتے تھے۔ احمدیوں کی تحریک تو اب تک زندہ ہے۔ مگر آریہ سماج کی تحریک ختم ہو چکی ہے۔ سنگھ سمجھا کہ تحریک کی جگہ اکالی تحریک نے لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ غنیمت یہ آریہ سماجی تحریک ختم ہو جائیگی۔ اگر کوئی احمدی یہ کہتا کہ یہ تحریک اب ختم ہو چکی ہے۔ تو ہو سکتا تھا۔ کہلانے والے آریہ سماجی اسکے کسی اور رنگ میں لیتے۔ مگر اب ایک غیر کی رائے حقیقی مضمون میں بے لاگ رائے ہے۔ کیا آریہ سماج اب بھی حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے متعلق حروف رکھنے کا حوصلہ کرے گا۔ جبکہ اس نے خود اپنی آنکھوں اس پیشگوئی کو نمایاں رنگ میں پورا ہوتے دیکھ لیا۔

پاکستان ہو تو اور کیا

۱۲ جولائی کو مسٹر سارکر پریذیڈنٹ ہندو مہا سمجھانے اپنے لیکچر میں یہ کہا کہ سوراجیہ کا مفہوم ہندوؤں کا غلبہ ہے۔ کیونکہ یہ ملک ہندوؤں کا ہے۔ دوسری قومیں حصہ تو لے سکتی ہیں۔ لیکن مالک نہیں بن سکتی۔ اس مذکورۃ الصدر تقریر نے اب اس بات کو پوشیدہ نہیں رکھا۔ کہ ہندو ہندوستان میں بالکل ہندو راج چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو یہاں ہندوؤں کے ماتحت ہو کر رہنا پڑے گا۔

اسی ذہنیت نے مسلمانوں کو پاکستان کے لئے آمادہ کیا مسلمانوں نے اس وقت ماتحتی گوارا نہ کی۔ جب یہ چند سینکڑوں کی تعداد میں ہندوستان میں آئے تھے۔ اب جبکہ ان کی تعداد خدا کے کرم سے دیکھ کر ڈر ہے۔ یہ بھلا اب کیوں ماتحتی اختیار کرنے لگے۔ اگر ہندوستان کو سوراخ کبھی ملا بھی۔ تو یقیناً اس سوراخ میں گارڑی کا ایک پیہ تو ہندو ہو گا۔ اور دوسرا مسلمان۔ ورنہ بغیر اس کے سوراخ ملنے سے رہا۔ اگر ملا بھی تو اس کی آج بھی خیر نہیں۔ اور کل بھی نہیں۔ ہندو لیڈروں کو ایسا بڑا بول بولتے وقت بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے اس میدان میں جتنی وہ زیادہ بڑھ چڑھ کر باتیں کرتے ہیں۔ وہ اتنا ہی سوراخ سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

نور کے ناظرین نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو کیا لارٹا ہے۔ دوست تو دوست دشمن تک بھی اس کے معتر ہیں۔ ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا یقیناً اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ آج کل کا غم شدید گراں ہے۔ طباعت بہت مہنگی جن دوستوں نے تاحال نور کا چندہ ادا نہیں کیا ان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر شکرے کا موقع دیں۔ نیز ہر ایک ہمدرد اسلام کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس نازک وقت میں نور کی توسیع اشاعت کی جانب خصوصیت سے توجہ دے۔ نور کے وہ کونسے ہمدرد یا خریدار ہوں گے۔ جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کونسے دوست ہوں گے جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے۔ اور پھر وہ انکار کر دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔

ایک لاکھ روپیہ انعام خداوند تعالیٰ جزائے خیر سے حضرت سیٹھ عبداللہ الدین صاحب کو جو آئے روز ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر تبلیغی ٹریکٹ شائع کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے ایک چھپیس صفحہ کا ٹریکٹ "ایک لاکھ روپیہ کے انعامات" کے نام سے شائع کیا ہے۔ جس کے مخاطب مسلم اور غیر مسلم ہر دو اصحاب ہیں۔ ٹریکٹ زبردست دلائل اور ٹھوس معلومات سے پر ہے۔ مسلم اور غیر مسلم ہر دو کے لئے بہترین تبلیغی ہتھیار اپنے اندر رکھتا ہے۔ اگر یہ ٹریکٹ بکثرت مسلم اور

غیر مسلم احباب میں تقسیم ہو سکے۔ تو خدا کے کرم سے نتیجہ شاندار برآمد ہو سکتا ہے۔ دوست صرف محصولاً ہی جیکر حضرت سیٹھ عبداللہ الدین صاحب اللہ دین بلڈنگس سکندر آباد دکن سے مفت منگوا سکتے ہیں

حضرت مولوی شیر علی صاحب کی اہلیہ مکرمہ کا انتقال

یہ خبر نہایت اندوہ سے سنی جاسیگی۔ کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب کی اہلیہ مکرمہ ۵۷ سال کی عمر میں ۱۲ جولائی صبح کو وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک خاتون۔ صوم و صلوة کی ہمیشہ پابند اور باقاعدہ تہجد گزار تھیں۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کے دل میں رحم شفقت اور ہمدردی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جب ان کے محترم خاوند تعلیم الاسلام ہائی سکول میں میڈیا سٹر تھے۔ تو اسی معزز خاتون کا پاک و جود غریب لڑکوں کے لئے مہربان مادر سے کم نہ تھا۔ کچھ عرصہ سے آپ کو ذیابیطس کا عارضہ تھا۔ جس کی وجہ سے آپ سخت کمزور ہو گئی تھیں۔ اور یہی روگ ہی وفات کا موجب بنا۔ ایسے وقت میں دو حقیق کو صبر کے لئے کچھ کہنا یقیناً ایک حد تک انسانی مقتضیات کا خون کرنا ہے۔ مگر ہم مسلمانوں کے لئے خداوند تعالیٰ کا یہی ارشاد ہے۔ کہ ہر دکھ اور مصیبت کے وقت ان اللہ مع الصابرین کی بشارت کا بچا یہ اپنے زخمی دل پر لگائیں۔ صمیم قلب سے دعا کہ خداوند تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ حضرت امیر المؤمنین نے ایک بہت بڑے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ نقش کو کندھا دیا۔ مقبرہ ہریشتی تک ساتھ تشریف لے گئے۔ آخر قبر میں اپنے ہاتھ سے مٹی ڈالنے اور دعا کرنے کے بعد واپس تشریف لائے۔ مرحومہ ہریشتی مقبرہ کے قطعہ خاص صحابہ میں دفن کی گئیں۔ احباب بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

سوسیز ماہرین جنگ خیال ہے۔ کہ نہر سوسیز جنگی نقطہ نگاہ سے جبرالٹر کم نہیں ہے۔ اسے بجا طور پر مشرق کا دروازہ کہا جاتا ہے نہر سوسیز کے قبضہ نے برطانیہ کو مشرق کی مٹا بنا رکھا

ہے۔ ایشیا کے تجارتی دروازے اس کے لئے کھول رکھے ہیں۔ کہتے ہیں مشرق اور مغرب کو ملانے والی اس نہر کا خاکہ قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے۔ فراعنہ مصر نے بحیرہ روم اور بحیرہ قلمزم کو ملانے کے لئے ایک نہر تعمیر کرنے کی غرض سے سروے کرائی تھی۔ شاہ نیکو نے بھی دریائے نیل سے ملحق ایک نہر تعمیر کی تھی۔ جس کے آثار اب دریافت ہوئے ہیں۔ لیکن دراصل فرانسیسی انجینئر فرڈیننڈ ہی پہلا شخص تھا۔ جس نے عملی طور پر اس نہر کو قابل جہاز رانی بنایا۔

۱۸۵۶ء میں اس نے خدیو مصر سے نہر تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کی۔ لیکن سلطان ترکی کی مہر تصدیق حاصل کرنے میں بارہ سال لگ گئے۔ ۱۸۶۶ء میں کھدائی کا کام شروع ہوا۔ اور نومبر ۱۸۶۹ء میں یہ تیار ہو گئی۔ نہر سوسیز کی تعمیر پر ۱۶۴ ملین فرانک خرچ ہوئے۔

قانونی حیثیت سے سوسیز کی ملکیت اب بھی فرانسیسی کمپنی ہی کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن برطانیہ نے ۱۸۸۸ء میں سوسیز کا فرنس منعقد کرائی۔ اور قسطنطنیہ میں یہ طے ہو گیا۔ کہ سوسیز بین الاقوامی شاہ راہ قرار دی جائے۔ اور ہر قسم کی جنگی تجارتی جہازوں کے لئے جنگ اور امن ہر زمانہ میں ہر ملک کے لئے کھلی رہے۔

۱۹۱۵ء کی جنگ عظیم میں جب ترکی نے اتحادیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ اور مصر نے برطانوی اغوش میں پناہ لی۔ تو قسطنطنیہ کا سابق عہد نامہ توڑ دیا گیا اور سوسیز برطانوی اقتدار میں آگئی مارچ ۱۹۱۵ء میں ترکی نے اس پر حملہ بھی کیا۔ مگر بے سود۔ جنگ عظیم کے بعد سے اٹلی کی بحری قوت بڑھتی شروع ہو گئی۔ تو اس نے افریقہ کی نوآبادیات کے مسائل کو پیش نظر رکھ لیا۔ اور یونانی نے مطالبہ کیا۔ کہ سوسیز کی منتظم کمپنی میں اس کے آدمیوں کو شریک کرنا چاہیے۔ ایسی سببیاں لڑائی میں اسی شاہراہ سے اٹلی کے ۲ لاکھ اسی ہزار آدمی اور ۳۰۰۰۰۰ ٹن کے جہاز گزرتے تھے اور سرحدی پرم دس فرانک فی کس اور سرٹن مال پر دس فرانک محال ادا کرنے پڑے تھے۔ اتنی بڑی رقم کا ٹاٹھ سے جانا مسولینی کو بہت کھٹکا لیکن اس کے سوا اور چارہ ہی کیا تھا۔ مصر کے برطانوی عہد نامہ میں جس میں مصر کی آزادی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ قرار پایا ہے۔ کہ کمپنی ۳۰۰۰۰۰ اشرافیاں بطور خراج مصر کو سالانہ ادا کریگی اور کمپنی مذکور کے ملازمین میں مصریوں کی تعداد ایک لاکھ بڑھ جائیگی اور ۱۹۲۶ء میں نہر سوسیز کمپنی کے قبضہ سے نکال کر مصر کی مائیداد

سوسیز کی تعمیر پر ۱۶۴ ملین فرانک خرچ ہوئے۔ قانونی حیثیت سے سوسیز کی ملکیت اب بھی فرانسیسی کمپنی ہی کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن برطانیہ نے ۱۸۸۸ء میں سوسیز کا فرنس منعقد کرائی۔ اور قسطنطنیہ میں یہ طے ہو گیا۔ کہ سوسیز بین الاقوامی شاہ راہ قرار دی جائے۔ اور ہر قسم کی جنگی تجارتی جہازوں کے لئے جنگ اور امن ہر زمانہ میں ہر ملک کے لئے کھلی رہے۔ ۱۹۱۵ء کی جنگ عظیم میں جب ترکی نے اتحادیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ اور مصر نے برطانوی اغوش میں پناہ لی۔ تو قسطنطنیہ کا سابق عہد نامہ توڑ دیا گیا اور سوسیز برطانوی اقتدار میں آگئی مارچ ۱۹۱۵ء میں ترکی نے اس پر حملہ بھی کیا۔ مگر بے سود۔ جنگ عظیم کے بعد سے اٹلی کی بحری قوت بڑھتی شروع ہو گئی۔ تو اس نے افریقہ کی نوآبادیات کے مسائل کو پیش نظر رکھ لیا۔ اور یونانی نے مطالبہ کیا۔ کہ سوسیز کی منتظم کمپنی میں اس کے آدمیوں کو شریک کرنا چاہیے۔ ایسی سببیاں لڑائی میں اسی شاہراہ سے اٹلی کے ۲ لاکھ اسی ہزار آدمی اور ۳۰۰۰۰۰ ٹن کے جہاز گزرتے تھے اور سرحدی پرم دس فرانک فی کس اور سرٹن مال پر دس فرانک محال ادا کرنے پڑے تھے۔ اتنی بڑی رقم کا ٹاٹھ سے جانا مسولینی کو بہت کھٹکا لیکن اس کے سوا اور چارہ ہی کیا تھا۔ مصر کے برطانوی عہد نامہ میں جس میں مصر کی آزادی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ قرار پایا ہے۔ کہ کمپنی ۳۰۰۰۰۰ اشرافیاں بطور خراج مصر کو سالانہ ادا کریگی اور کمپنی مذکور کے ملازمین میں مصریوں کی تعداد ایک لاکھ بڑھ جائیگی اور ۱۹۲۶ء میں نہر سوسیز کمپنی کے قبضہ سے نکال کر مصر کی مائیداد

من جاسیگی۔ برطانیہ نے پورٹ سعید اور اسکندریہ پر اپنے بحری مستقر قائم کر کے اس کی حفاظت قائم کرنے کا بیڑہ کر لیا ہے۔ لیکن جرمنی کے شیطانی ارادوں سے کچھ بعید نہیں۔ کہ دنیا کی سب سے بڑی جنگ سوسیز کے رشتے

قرآن شریف کے گورکھی ترجمہ کے متعلق اسکے اور ہندو صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار اربل سنگھ صاحب ایم۔ اے پرنسپل رندھیر کالج پتوڑہ لکھتے ہیں کہ چونکہ جناب نے اس ترجمہ کے متعلق میری لئے طلب کی تھی۔ دس ہندو صفحات ہر صفحہ پر مختار رہا۔ اور اب ایک فوٹو ختم کر چکا ہوں۔ میں نے پہلے انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے۔ لیکن جو حفظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا ہے۔ وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہی ہے۔ خواہ کسی جگہ سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا۔ تو وہ غلط فہمیاں جو خود فرض اشخاص نے یا جہالت اور نادانیت نے پیدا کر رکھی ہیں۔ دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے۔ بی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا۔ جو دینی اور دنیاوی ترقی میں مدد دینے والا ہے۔

طاہر صاحب نور کا یہ رونا دھانی قابل تعریف ہے

گورکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواری کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس رسالہ کے فاضل ایڈیٹر جناب گیانی سیر سنگھ صاحب درد اپنے ضروری لکھنے کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے قرآن شریف کا گورکھی ترجمہ چھپوایا ہے۔ ۲۸ صفحات ہیں۔ کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ یہی دیکھ کر خوشی ہوئی کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورکھی ترجمہ چھپا ہے۔ مذہب اور روحانیت کے خواستہ مندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتاب کو ضرور پڑھنا چاہیے۔ گورکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورکھی دانوں کے لئے قرآن جمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھ کر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیے کہ وہ بھی اپنی مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کا دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں۔

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بھی شوق تھا۔ لیکن عربی سے ناواقفیت ہونے کی وجہ سے آج تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے دل کے شوق کو پورا کیا۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کر دوں۔ بلاشبہ آپ نے گورکھی زبان میں ترجمہ کر کے گورکھی دانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجالائے ہے۔ جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی۔ اے رفاضل سکھ مذہب، سابق ہیڈ ماسٹر ٹائی سکول توکل والہ ضلع گورداسپور لکھتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور قرآن مجید کے گورکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے۔ بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے۔ بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے۔ جو گورکھی قانون میں خصوصاً ستر سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان اپنے اندر جو جذب اور مل میں عمیق اثر ڈالتی ہے۔ وہ اظہار من الشمس آج تک کر دھول مان مہائی قرآن مجید کی تلاوت بلا غماغ کرتے چلے آئے ہیں۔ مگر ان کی گنتی کے ہی چند دوست ہوں گے جنہوں نے اسکی اصیت اور حقیقی تاثرات فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش واقعی قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب جی کی تعلیم کو بوجہ دنیا کی تک پہنچایا ہے۔ جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر ان کی ارحام فرماں پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکھ کر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جس سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت اٹھانی نہیں پڑتی۔ قصہ کوتاہ مترجم نے اس اولوالعزمی یعنی قرآن پاک کے گورکھی ترجمہ سے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزر دوئی اور کشیدگی کی وسیع فلیج خال ہے۔ کو پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ دلی دعا ہے کہ پر ماتما ان کی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے۔ سردار دیوی سنگھ صاحب گرنختی خان پور (ریاست بہاولپور) سے لکھتے ہیں کہ "میں نے قرآن شریف کا گورکھی ترجمہ پڑھا ہے۔ سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دینے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت

(دنیا کی نجات) کے لئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور مخلوق خدا کے لئے نور خدا کا چشمہ کھول دیا ہے۔ چند روز ہوئے سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان اور سکھ مسلم اتحاد مسلمانوں کے احسان سکھوں پر روانہ کیں۔ اور میں بنور پڑھیں۔ میں تقریباً سب لکھ تواریخیں دیکھی ہیں جو کچھ سردار صاحب موصوفے لکھا ہے۔ یہ میں حقیقت ہے۔ قرآن شریف کے اپدیش (بدایا) سب شری گورو گرنٹھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب نے ان بچھڑے ہوئے دو بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کے ان کامیاب کوششوں کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ جو اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سپیش کر کے ایک پر اوپکار رسبے بڑا کار خیر بجالائے ہیں۔ واگورو جی آپ کو اس سے زیادہ طاقت بخشیں۔ جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس۔ ڈی جیم یارڈ تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بھی شوق تھا۔ مگر بدیشی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورکھی ترجمہ بڑی محنت عام فہم گورکھی زبان میں کیا ہے۔ جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محمد الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے۔ جس نے میری خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے۔ جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ قابل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقل مندی کام لیا ہے۔ زبان نہایت سلیس ہے۔ ایسے کار نمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا کارنامہ مذہبی نیامیں قابل تعریف ہے۔ اور مذہب عالم کیلئے خاص پر قابل فخر ہے۔ قرآن مجید کا گورکھی ترجمہ: سائز ۲۶x۳۰ صفحات ۲۸ کاغذ عمدہ چھپائی نہایت نفیس جلد سنہری گھڑی لاگت پانچ روپے تین نقطہ فضائل سے بھرنا نام ہدیہ تین روپے محصول اک علامہ تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں دوست جلدی درخواستیں بھیجیں۔ ورنہ یہ سنہری ہدیہ پھر ناکہ نہ آسکا۔ کاغذ و جلد بڑھیا ہدیہ پانچ روپے محصول اک علامہ۔ قرآن مجید کا ہندی ترجمہ: یہی سائز اور صفحات ہدیہ تین روپے آٹھ آنے۔ کیونکہ ہندی طباعت گورکھی طباعت کی نسبت بہت گراں ہے۔ اور کاغذ بھی عمدہ ہے۔ کاغذ اعلیٰ ہدیہ پانچ روپے محصول اک علامہ ملے کا پتہ: پتھر اخبار نور۔ نور بلڈ ٹنگ قادیان ضلع گورداسپور

نوریند سنسکی تیر بہدف و شہرہ آفاق ادویہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکیسر ہے

ضعف بصر، گری، جن، پھولا، جاللا، خارش چشم، پانی بہنا دھند، غبار، پڑبال، ناخوند، گولاجخی، رتوند، ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکیسر ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصول اک علاوہ۔

حضرت سیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے لہذا آپ کو بھی یہ موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیے۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سہمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کا موتی سرمہ استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گزشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں دیر ہوئے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔"

اکیسر الیدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی مصیبت نہیں۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ آج سے ہی اکیسر رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ دل میں نئی ہنگامہ، اعضا، میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا کمزور کو ذور اور زوردار کو شہ زور نامور کو مرد اور مرد کو جوان و نابالغ اس اکیسر پر ختم ہے۔

ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصول اک علاوہ۔

جناب ملک شہیر محمد خاں صاحب کوٹ رحمت خاں سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جب قدر خطرناک عوارض تھے مثلاً فالج، پسلی کا درد، پیشاب کا جلن سے آنا اکیسر الیدن کے ذریعہ ان سب کو آرام آ گیا۔ آپ جس ویاننداری سے ادویات تیار کرتے ہیں۔ اسکی اللہ قائلے آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ کی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے۔ ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔"

اکیسر کبیر جس کا اثر متشکل ہے۔

اکیسر الیدن کے علاوہ اس میں حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ ۱۔ سونے کا کثیفہ کستوری، عینبر، یوسمین وغیرہ۔ اسکی فوائد کے کیا کہنے یہ ایک لاشانی دوا ہے اسکی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفعول ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا لگنا، بے چینی، بستی اور اسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کا پناہ، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکیسر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے لگاتار کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت میں دو روپے (عشہ) محصول اک علاوہ۔

اکیسر کبیر سے ۵ کم سالہ ۸ سالہ نوجوان بن گیا جناب فاکٹر شہیر محمد خاں صاحب علی اسسٹ سرجن فورٹ لاہور ط صنع کوٹاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکیسر کبیر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ منگوائی تھی، ایک مریض کو جسکی عمر پینتالیس سال سے تجاوز ہو چکی تھی اور جسکو کمزوری قریباً پچیس سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی اور دوران استعمال میں حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکیسر کبیر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔" اکیسر کبیر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تیریاق اعظم

اس ایک ہی تیریاق سے سرے لیکر ہاڈن تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تیریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت ہے نیاز کر دیتی ہے سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کی پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسپتال کی جگہ ادویہ آپکی پاکٹ میں ہے اس کے ہر قطرہ میں آپ جیات اور ہر مریض کیلئے اکیسر ہے۔ اس کے ایک قطرہ کے معلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ہر درد

یہ لوگ درد گنٹھیا کے درد، عرق النساء کے درد، مودہ کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جو قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے چلے ہوئے ابولہ، تنی، بخار، سینہ، معدنی کے لئے اکیسر ہے۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صدیوں سے اس کا یہ اکیسر ہی علاج ہے بفضل حالات پرچہ کرکیتھیل میں ملاحظہ فرمائیے۔ "قیمتی شیشی درویش چار آنے محصول اک علاوہ تیریاق اعظم سے جاں بلب مریض کو شفا ہو گئی۔ جناب مسٹر غیل الرحمن صاحب اپر ایر آبزروٹری اگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے تیریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی میں اسکی جس قدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تیریاق ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تیریاق سے فوراً شفا ہو گئی۔ اور ایسی مثالیں بے شمار ہیں۔ جن میں آٹھ وقت میں یہ تیریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بلا احسان کیا ہے۔ اگر اسے زندگی کا سر کہا جائے۔ تو بجا ہے۔ ایک شیشی کھان جلد ہذریہ وی۔ پی بھیج کر شکریہ کا موقع دیں۔"

اکیسر بوا سیر

یہ نامراد موزی مرض انسان کا خون پھوڑ کر ٹیڈیوں کا پتھر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اسکی مصیبت کو کچھ دہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بد قسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکیسر اس ظالم مرض کو خواہ یہ کسی قسم کا ہو۔ زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے بڑھ سے اکھاڑ کر نیت و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصول اک علاوہ۔

تین شیشی اور بیجئے!

جناب بابو محمد سالم اکبر صاحب میڈیکلرک اچھا پور نواب گنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے آپے ایک دوست کے لئے پہلے ہی اکیسر بوا سیر نامی دوائی آپ سے منگوائی تھی۔ جس سے وہ دوست ایک سال تک بہت اچھے رہے۔ ان کو دیکھ کر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے لہذا بدیدل خط ہذا تین شیشی اکیسر بوا سیر اور ہذریہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔"

اکیسر بچکان

یہ دوا چھوٹے بچوں کے لئے واقعی اکیسر ہی ہے اس لئے اس کا نام یہ اکیسر بچکان رکھا گیا۔ اسہال، ہر قسم سہیش اور بچکان کوٹھان وغیرہ

کے لئے یہ دوا بفضل خدا شیر بہت ہے۔ سب رنگ کے اسہال اور کھانسی وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا ان عوارض کے لئے ترقی ہے۔ اور پھر بڑی عمر والوں کے لئے بھی اسہال بخش وغیرہ میں دوا ہے۔ مفید ہے ایک شیشی کی قیمت صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ

دانت پودر

میلے دانت جلد بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ صحت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانت کی جلد بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط اور بدبو سے دین کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دواؤں کی شیشی جو مدت تک کافی ہے۔ ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بنیاد رکھتا ہے۔ مفرح دل اور نفوی دماغ جس سے جو ہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ کانکھوں میں ہر وقت اندھیرا آتا۔ اٹھنے وقت ستارے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ بے بسی اور اوداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو ہی نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ دوا اثر دوا نسبت غیر مرقیہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انتہا اور کسی دوسری مفوی دوا سے آپ کو بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں پندرہ تولہ دوا ہے۔ قیمت پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

سینہ بد ہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اچھارہ۔ باؤ گولہ۔ پیٹ کا گڑا گڑا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ تھکوتنی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ گرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی دمہ وغیرہ کے لئے تیر بہت ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ مضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ سستی کی گودی میں ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں

کی ممل ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آ جاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کی آگاہی محض صحت کا بیمہ ہے قیمت ایک گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری دوا ہے۔ علاوہ روپے کے خرچ کے یہ انسانی صحت بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بد قسمتی سے جسے عادت پڑ جائے پھر کا چھوٹنا بہت مشکل ہے۔ یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بے نجات دلدادی کی قیمت ڈیڑھ صد گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ سند یافتہ ڈاکٹر کی رائے کہ یہ گولیاں تیسر بہت ہیں۔ جناب ڈاکٹر گوہر الدین صاحب سول سپتال منجان اپر برکے تقریر فرماتے ہیں کہ "تین سو گولی کا پیلہ آرڈر دے چکا ہوں۔ پانچ سو گولی کا اور آرڈر دیتا ہوں۔ فوراً روانہ کیجئے۔ واقعی یہ گولیاں افیون چھڑانے کیلئے تیسر بہت ثابت ہوئیں۔ اور ان کے ذریعہ افیون باسانی چھٹ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ایجاد کیلئے جزائے خیر دے۔"

اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ مگر مزمن دمہ تو خدا کی پناہ۔ کیونکہ یہ ایسا نامراد مرض ہے کہ اس کی وجہ سے اٹھنے نہ بیٹھنے نہ سوتے نہ جاگتے۔ نہ چلتے نہ پھرتے حتیٰ کہ مر لین کو کسی بیوی بھی نہیں آتا۔ اگر دمہ بیمار کو زندہ درگور کہا جائے۔ تو صحیح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس موزی مرض سے بچائے۔ ہم ساکھال کی محنت مشافہ اور وسیع تجربہ کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے۔ جو زیادہ زیادہ دوسفہ میں خدا کے کرم سے اس عالم مرض سے بچسکا کر ا دیتی ہے۔ قیمت صرف تین روپے محصول ڈاک علاوہ

جناب ملک شیر محمد خاں صاحب جس کوٹ رحمت خاں سے تحریر فرماتے ہیں کہ "سابقہ طبیب پر جو آپ اکسیر دمہ اکسیر الہی اور اکسیر اکبر لایا۔ استعمال کیاں۔ جیران رہ جاتا ہوں۔ اور خیال پر خیال آتا ہے۔ کہ یہ نسخے اپنے کمال حال کے۔ اگر میں پھر اسیان کردوں تو ملک بھی سر بسجود ہو جائے۔ بلاشبہ آپ کی ادویہ بھجوتی ہوئی شمع پوری طاقت سے روشن ہو جاتی ہے۔ انکی خوبیاں صرف استعمال سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ الفاظ میں کیسے بیان ہوں۔ آپ کی محنت اور

کوشش پر بے ساختہ جزاکم اللہ احسن الجزاء کہنے کو ہی چاہتا ہے۔ ان بنیاد خاں کے سامنے قیمت کی کوئی حقیقت نہیں۔

اکسیر جریان

اس نامراد مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اللہ ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد۔ طبیعت سرد چہرہ زرد۔ ناتھ پاؤں پھوٹے ہوئے۔ دل اکتا یا ہوا۔ بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے ساکھال کے تجربہ کے بعد اس موزی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی۔ تو بھی تھوڑی تھی مگر محض بھوک کی ہمدردی کی خاطر قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے محصول ڈاک علاوہ۔

بیس سالہ احتلام اور سستی جاتی رہی جناب مہدی خاں صاحب گھال ڈاکخانہ ڈالوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا۔ کہ بیس سال کے امراض۔ احتلام۔ جریان۔ سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو۔ تو اس وقت مچھر دل کے کٹھن سے میر یا بخار جیسا موزی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے۔ جس کی خوشبو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے۔ جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دواؤں کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

بال اڑانے کی خوشبودار دوائی اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے اکینٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بصفائی کمال بڑھ سے دُر ہو جاتے ہیں۔ قیمت ایک شیشی آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

ترباق درد گردہ

درد گردہ بہت ہی تکلیف دہ بیماری ہے۔ اسکی بیخ کنی کے لئے یہ بہترین دوا ہے۔ قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ: منیجر نور انڈسٹریز سنر نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

د آغاب برقی سب مال بازار امرت سر میں با تمام کشیم غلام محمد پر پتہ شری گورداسپور پنجاب